بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماضی قریب کا ایک بجھا ہوا چراغ

تحریر: محمد جمیل عبدالستار، چک ۱۲۷ شمالی نزد سلانوالی ضلع سرگودھا

حضرت الاستاذ، امام العصر، حافظ محمد گوندلوی محدث گوندلوی رحمہ اللہ زندگی کے آخری ایام کی ...... کچھ یادیں ...... کچھ باتیں!

حضرت محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمت ان دنوں میں بھی میرے دل میں جاگزیں تھی جبکہ میں مسلکاً بریلوی تھا اور یہ بچپن کا دور تھا اس بات کو تقریباً چودہ ۱۴ برس ہوگئے ہوں گے راقم الحروف کا گاؤں تو ابھی تک بریلوی مسلک ہی سے وابستہ ہے لیکن چونکہ پاس کے گاؤں (محلہ مجاہد آباد) میں اہلحدیث رہتے ہیں اس لیئے ان کے ذریعے حضرت الاستاذ مرحوم کی ذاتِ گرامی سے متعارف ہوا اس وقت سے میرے دل و دماغ میں آپ کے متعلق خیالات و تصورات ابھرنے لگے کہ ایسے ہوں گے، ایسے ہوں گے اسی زمانہ میں میں نے ماموں کانجن اہلحدیث کانفرنس کے قد آور اشتہار پر آپ کے جمعۃ المبارک کے خطبہ ارشاد فرمانے کے متعلق بھی پڑھا تھا جو کہ محلہ مجاہد آباد کی مسجد کے ایک ستون پر معلق تھا۔

پہلی اور دوسری زیارت راقم الحروف ۱۹۷۶ء کے تقریباً وسط میں

بعد از مطالعہ و تحقیق مسلک اہلحدیث سے وابستہ ہو گیا اور جس اہلحدیث عالم کے نام سے متعارف ہوا اس کی زیارت کی تڑپ رہتی اور اس کی مجلس میرے لیئے خوشی کا باعث ہوتی اسی وجہ سے میری سکول کی تعلیم کی طرف توجہ نہ رہی اس وقت میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا علماء کرام کی زیارت کے شوق میں میں نے آئندہ سال ستمبر ۱۹۷۷ء میں منعقد ہونے والی ماموں کانجن اہلحدیث کانفرنس میں شرکت کی اس وقت میں نے کانفرنس میں شریک علماء کرام میں سے سب سے پہلے اور سب سے بڑے عالم امام العصر، شیخ العرب والعجم فاضل مجتہد، آیۃ من آیات اللہ، عظیم محدث و مفسر، شیخ الاسلام علامہ حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی دفعہ زیارت کی۔ جمعرات کا دن تھا اور عصر و مغرب کا تقریبًا درمیانہ وقت۔ جبکہ ایک کار جامعہ کے تدریس کے کمروں کے آگے آکر رکی۔ طلباء اور لوگ بھاگے بھاگے کار کے پاس گئے۔ کار میں سے ایک بارعب، صاحب حسن و جمال، صاف ستھری قمیص، اچکن اور شلوار پہنی ہوئی لیکن ٹخنوں سے اوپر دودھ سی سفید داڑھی اور کانوں کی لو تک سفید بالوں والی شخصیت نمودار ہوئی سر پر قراقلی ٹوپی تھی، چہرے پر مسکراہٹ تھی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے نور برس رہا ہو خود حاضرین کی طرف بڑھتے ہوئے اور لوگ اسطرف بڑھتے ہوئے مصافحہ و معانقہ کر رہے تھے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ حافظ محمد صاحب گوندلوی ہیں۔ ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے سکونت و متانت سے اپنے دارالاقامہ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے روز جب آپ دارالضیوف سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کیلئے جامعہ کے

اندرونی وسیع پنڈال میں تشریف لا رہے تھے تو علماء عظام کا ایک جم غفیر با ادب و احترام پیچھے پیچھے تھا آپ جمعۃ المبارک کا خطبہ آسان و شستہ زبان محدثانہ اور فلسفیانہ رنگ میں ارشاد فرما رہے تھے ہر عام و خاص کی آنکھیں آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں اور غور و فکر سے آپ کے قیمتی افکار و خیالات کو سن کر محظوظ ہو رہے تھے ۔ یہی منظر آئندہ سال ۱۹۷۸ء میں بھی دیکھنے میں آیا جبکہ راقم الحروف دارالعلوم اوڈانوالہ میں الدرجۃ الثانیہ کا طالب علم تھا اس کے بعد ایک طویل عرصہ تک آپ کی زیارت کرنے اور خیالات سننے کو ترستے ترستے گزر گیا جبکہ دارالعلوم اوڈانوالہ کے اساتذۂ کرام اور یہاں کے وہ فارغ التحصیل طلباء جو اس وقت آپ رحمہ اللہ کے پاس گوجرانوالہ میں دوبارہ صحیح بخاری پڑھنے کے لیے حاضر ہوئے تھے ۔ اور گاؤں کے لوگوں سے وقتاً فوقتاً آپ رحمہ اللہ کے متعلق اچھے تاثرات سنتے ہی رہتے ۔

آپ کے پاس پڑھنے

راقم دیرینہ خواہش لیکر شوال ۱۴۰۳ھ میں دارالعلوم اوڈانوالہ سے فراغت کے بعد حضرۃ الاستاذ مرحوم کی خدمت میں دوبارہ بخاری شریف پڑھنے کے لیئے حاضر ہوا تو جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں رفقاء و احباب سے یہ سننے میں آیا کہ حافظ صاحب اس سال کمزوری و نقاہت کے باعث بخاری شریف نہیں پڑھائیں گے کافی دن قیام کے بعد میں نے سوچا کہ در اصل تو میں حافظ صاحب کے پاس ہی پڑھنے کیلیئے آیا ہوں اگر نہ

پڑھائیں گے تو میں نے یہاں رہ کر کیا کرنا ہے۔ چلو گھر ہی چلیں بالآخر اللہ تعالیٰ نے میری دلی تمنا پوری کر دی جبکہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں استاذ گرامی حضرۃ العلامہ مفتی عبدالحمید صاحب ہزاروی حفظہ اللہ کی اشارۃً و مزاحیتہً ایک بات سے ہم طلباء یہ بھانپ گئے کہ حضرۃ الاستاذ مرحوم صبح بخاری شریف پڑھائیں گے سن کر پریشانی دور ہوئی اور انتہائی خوشی بھی ہوئی

تیسری زیارت اور شرف تلمذ صبح جمعرات یکم ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ کو ہم جامعہ محمدیہ سے تقریباً ڈھائی، تین کلو میٹر دور کم و بیش بیس بائیس طلباء بخاری شریف پڑھنے کیلئے حافظ صاحب کے گھر بذریعہ ویگن گئے (یاد رہے کہ دوران دروس بخاری جامعہ محمدیہ سے حافظ صاحب کے گھر تک کا بذریعہ ویگن آمد و رفت کا خرچہ جمعیۃ اہلحدیث گوجرانوالہ برداشت کرتی رہی) حافظ صاحب رحمہ اللہ ہمیں پڑھانے کیلئے عصا پکڑے ہوئے تشریف لائے زیارت کی تو مجھے ماموں کانجن کانفرنس کا وقت یاد آگیا جسمانی طور پر نقاہت تو تھی ہی لیکن چہرے پر نور اور رعب و دبدبہ سا گھر کے اندرونی جانب کے کمرے کے دروازے سے طلباء نے سہارا دیکر بیٹھک میں گلی کی جانب والی دیوار کے ساتھ آپکی مسند مبارک پر بیٹھا دیا۔ حافظ صاحب بخاری شریف کیلئے مسلسل تین چار روز بطور مقدمہ کے تقریر فرماتے رہے اس طرح ہمیں آپ سے بخاری شریف اوّل تا آخر سبقاً سبقاً پڑھنے کا شرف حاصل ہوا تقریر سے یوں معلوم ہوتا تھا جس کی منظر کشی ہمارے محترم علامہ

عزیز زبیدی صاحب نے یوں کی ہے ۔

آپ کی علمی وسعت ، عملی طہارت ، کردار میں سادگی اور فکر میں سلفیت مثالی تھی ، قرآن و حدیث پر اتنا عبور حاصل تھا جیسے وہ سرمایہ آپ کے سامنے رہتا ہے استنباط اور اجتہاد کے لحاظ سے کامل دسترس رکھتے تھے ۔ حدیث میں ان کی بصیرت افروز تحقیق دیکھ کر حافظ ابن حجرؒ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے تفسیر میں ابن کثیر ، فلسفہ اور منطق میں ابن رشد اور ابن تیمیہ معلوم ہوتے ہیں سنت سے آپ کا شغف دیکھ کر تو امام احمد بن حنبل نظر آتے ہیں ۔ غرضیکہ آپ علماء سلف کا کامل نمونہ تھے ۔ علم میں ، عمل میں ، زہد و ورع میں فکری تخلیقات میں ، تحقیقی اور بصیرت افروز ملکۂ اجتہاد میں ، اللہ کی صدہا رحمتیں ہوں آپ پر الف ألف مرۃ ۔ (ترجمان الحدیث شمارہ نمبر ۶ ۱۹۵۵ء)

در اصل علامہ صاحب نے یہ ہمارے ہی تاثرات کی عکاسی ہے حالانکہ یہ آپؒ کی زندگی کے آخری دروس مبارکہ تھے لیکن جب استاذ گرامی حضرۃ العلامہ حافظ محمد امین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اوڈانوالہ (فیصل آباد) آپ رحمہ اللہ کی عیادت کیلئے تشریف لائے اور درس سنا تو بعد میں فرمانے لگے کہ آپ کا یہ درس اس پایہ کا جیسا کہ ہم کو درس ارشاد فرمایا کرتے تھے ۔

طلباء کی شکایت اور آپ کا سلیس درس ابتداءً حافظ صاحب مرحوم اپنے درسِ مبارکہ میں منطقی و فلسفی اصطلاحات کا استعمال بکثرت کرتے تھے

جن کا سمجھنا ہم طلباء کے بس کی بات نہ تھی لیکن میں لطیف اندوز تو ضرور ہوتا چند ہمارے ساتھیوں نے آپؒ سے یہ عرض کی کہ کہ استاذ جی! درس مشکل ہوتا ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیئے دشوار ہے۔ آسان درس فرما دیا کریں۔ آپ مسکرا پڑے، اس کے بعد آپؒ مشکل بات کو بھی آسان لفظوں میں بیان کر دیا کرتے تھے عموماً محدثانہ رنگ ہوتا ہے دوسری علمی بحثوں کے علاوہ کبھی کبھار طبی بحث بھی فرما دیا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ رحمہ اللہ اعلیٰ قسم کے طبیب بھی ہیں آخری عمر میں بھی دور بیٹھے ہوئے بھی آپؒ کی آواز صاف سنائی دیتی۔

ذہانت و فطانت عمر کے اس حصے میں بھی جسکے بعد آپؒ سلسلۂ تدریس جاری نہ رکھ سکے اور کچھ دن زیادہ ایک سال زندہ رہے مختلف علوم و فنون اور مختلف ائمہ کرام رحمہم اللہ کے مسالک ازبر تھے پوچھنے پر بعض اوقات متون و شروح زبانی پڑھ جاتے حالانکہ آپ کو ان کی ترک تدریس کیئے کافی عرصہ بیت گیا تھا بتاتے وقت چہرے پر مسکراہٹ ہوتی لیکن گفتگو کا انداز نہائیت ہی پاکیزہ بعض اوقات اپنے مناظروں کا ذکر فرماتے تو عجب سماں بندھ جاتا۔

ایک واقعہ:۔ آپؒ کی وفات کے بعد آپ کے ابتدائی شاگرد اور ہمارے استاذ گرامی حضرۃ الحافظ عبد اللہ صاحب محدث بڈھیماوی حفظہ اللہ نے مسجد اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی میں آپ کی ذہانت و فطانت کا ذکر فرمایا کہ حضرت حافظ صاحب نے ایک کتاب لکھی تھی جو

کہ آپ نے کسی کو طباعت کیلئے دی کتاب کا مسودہ اس سے گم ہو گیا اس نے مسودہ کے گم ہونے کا ذکر کیا آپ نے کتاب دوبارہ لکھ دی بعد میں گم شدہ مسودہ بھی مل گیا جب آپ کی دوبارہ لکھی ہوئی کتاب کا گم شدہ مسوّدے سے موازنہ ومقابلہ کیا تو ہو بہو دوبارہ لکھی ہوئی کتاب گم شدہ مسودہ کے مطابق تھی۔

صورت وسیرت (ایک نظر میں)

کشادہ رو، گورا رنگ، ناک چھوٹا سا، نظر کی عینک لگی ہوئی، درمیانہ قد، سر پر کانوں کی لو تک بال رکھے ہوئے، پوری داڑھی لیکن درمیانی، سر اور داڑھی کے بال سفید البتہ غور کرنے پر ٹھوڑی کے آس پاس کچھ سیاہ بال معلوم ہوتے تھے اچھی طرح کٹی ہوئی مونچھیں لیکن دور سے منڈی ہوئی معلوم ہوتی تھیں جن کی بنا پر خوبصورت چہرہ نُورٌ عَلٰی نُور تھا دبلے سے جسم کی کمزوری و نقاہت عیاں تھی۔

قمیص، شلوار، اور دوہرے کپڑے کی گول ٹوپی (جس کے اوپر بڑا سا رومال جو کہ اکثر سفید رنگ کا ہوتا تھا) پہنتے تھے رومال کو مخصوص انداز میں اپنے سر مبارک کو اوپر سے نیچے تک ڈھانپ لیتے۔ سردیوں میں رومال کو یا مفلر کو سر پر اچھی طرح لپیٹ لیتے آپ کا قمیص گھٹنوں یا اس کے نیچے تک ہوتا، شلوار کھلے پہنچوں والی عمر کے آخری حصہ میں بھی شلوار کا خاص خیال رکھتے کہ کہیں ٹخنے سے نیچے نہ ہو نصف پنڈلی تک بھی بندھی ہوئی دیکھی جاتی پڑھائی کے کمرے میں داخل ہوتے ایک ہاتھ میں عصا ہوتا اور دوسرے

ہاتھ سے شلوار کو اوپر کرتے ہوئے بارہا دیکھا گیا۔ لباس اور جوتے قیمتی پہنتے تھے۔ اور صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے نزدیک اور دور کی دو عینکیں رکھتے تھے جس کی ضرورت پڑتی استعمال فرماتے وقت دیکھنے کیلئے جیبی گھڑی پاس رکھتے تھے۔ فخر و تکبر، فحش گوئی، غیبت و چغلی، حسد و بغض اور عیب ٹٹولنے جیسی عاداتِ قبیحہ سے کوسوں دور تھے۔ کسی کی تذلیل و تحقیر نہ کرتے میرے جیسے طلباء جنہیں سوال کرتے وقت جھجک ہوتی یا بیان سستہ نہ ہوتا تو دوران سوال ہی جواب ارشاد فرمانا شروع کر دیتے انداز ایسا ہوتا کہ سائل کسر نفسی میں مبتلا نہ ہوتا بلکہ اور سوال کرنے کو حوصلہ پڑتا ادھورے سوال پر ہی بات اکو سمجھ جاتے اور سائل کی تسلی اور تشفی فرما دیتے البتہ آواز کچھ اونچی سنتے تھے۔

خلافِ شرع کاموں کو دیکھنے سے آپ کے چہرے پر ناراضگی اور خفتگی کے آثار نمایاں ہو جاتے۔

درسِ حدیث شریف کے شروع میں ہی آپ چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے اور درس کے ختم ہوتے تک یہی حالت رہتی حرکات و سکنات نہ ہوتی۔

درس حدیث کے دوران بعض اوقات خشیت الٰہی کی وجہ سے آپ کی روتے ہوئے ہچکی بندھ جاتی۔

بخاری شریف پڑھانے کے دوران طلباء کی عبارتی کمزوریوں پر تسامح اختیار فرماتے بعض اوقات آپ عبارتی کمزوریوں پر اس انداز سے آگاہ بھی فرما دیتے جس سے طلباء کو شرمندگی

نہ اٹھانا پڑتی اور بعض اوقات پڑھانے کے بعد آہستہ سی آواز سے فرما دیتے کہ بھئی مطالعہ کیا کریں۔ بخاری شریف کی عبارت تکیہ لگائے ہوئے سنا کرتے تھے جب ترجمہ کی ضرورت پڑتی تو تکیہ چھوڑ کر کتاب سے دیکھ کر ترجمہ و تشریح بیان فرماتے۔ سوالات کرنے پر مسکراتے ہوئے جواب ارشاد فرماتے تو اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق نظر آتے،

نضر اللہ امرأ سمع منا شیئا فبلغہ کما سمع الخ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہم سے کچھ سُنا (ہماری حدیث سنی) پس اس کو ویسا ہی پہنچا دیا جیسا کہ سنا (مشکوٰۃ کتاب العلم)

نماز نہائیت خشوع و خضوع سے پڑھاتے کرتے تھے۔ تلاوت قرآن مجید اچھی طرح فرماتے تھے آپ کی اقتدار میں چند نمازیں ماموں کانجن کانفرنس کے موقع پر اور آخری نماز جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں نمازِ عصر کی بر موقع درس بخاری شریف (جو آپ کا آخری درس سے پہلا درس تھا) پڑھنے کی سعادت ہوئی جو عمر بھر نہ بھولیں گی حضرۃ الاستاذ المحترم عبد المجید صاحب الفردوسی مدرس اوڈانوالہ ایک دفعہ آپ رحمہ اللہ کو ملنے کیلئے تشریف لائے تو بعد میں مجھے فرمانے لگے کہ حضرت حافظ صاحب جن دنوں دارالعلوم اوڈانوالہ میں شیخ الحدیث تھے ان دنوں کا چوہدری محمد اسحاق مرحوم اوڈانولہ والے حضرت حافظ صاحب کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب جب نمازِ تہجد کے لیئے اٹھتے تو اپنے گھر میں (جو دارالعلوم کی عمارت کے

مستقل تھا اور کچا) تلاوتِ قرآن اونچی اور پرسوز آواز سے فرماتے تو مجھے بھی جاگ آ جاتی ۔

مختلف اوقات میں سلف صالحین خصوصاً امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام ابن حجر عسقلانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمہم اللہ اجمعین کی کتاب کے مطالعہ کی تلقین فرماتے ۔

اختتامِ بخاری پر بہت سی نصیحتیں ارشاد فرمائی تھیں جو اس وقت مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں

فرمایا: حق بات کہنے میں کسی سے نہ ڈرو اور لالچ میں نہ آؤ ۔ تبلیغ میں چھوٹے بچوں کو اوّلیت دو کیونکہ بچے تبلیغ کا اثر جلدی قبول کرتے ہیں ۔ نیک خصلتیں اپناؤ تاکہ تبلیغ مؤثر ہو ۔ کمزوری میں بھی تہجّد کے پابند رہے اسی وجہ سے وفات سے چند ماہ پہلے جب تہجّد کیلئے بیدار ہوئے تو گرنے کے باعث چوٹیں آئی تھیں ۔ بیماری کے ایّام میں بھی صابر و شاکر رہے حالت پوچھی جاتی تو حمد و شکر کے کلمات ارشاد فرماتے ۔ کبھی کبھی شب بیداری کی وجہ سے دوران درس معمولی سی اونگھ بھی آ جاتی تھی ۔

ایک مسئلہ اور طلباء کی غلط فہمی دارالعلوم اوڈانوالہ میں۔ میں نے طالب علموں سے آپ کے متعلق سنا کہ آپ پوری تصویر اتروانے کے قائل تو نہیں البتہ نصف تصویر کے جواز کے تو قائل تو ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ طلباء کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ ایک دفعہ میں نے یہی مسئلہ آپ سے تنہائی میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے۔ اور ایک دفعہ چند طالب علموں کی موجودگی میں پوچھا تو آپ نے یہی فرمایا کہ یہ نا جائز ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ

ضرورت معلمہ

تعلیم درس نظامی یا ثانویہ خاصہ، عالیہ یا عالمیہ

مدرسۃ البنات اسلامی دار الشفاء والصناعۃ

وفاق المدارس بلاک نمبر ۱۵ خانیوال

معلمہ عمر رسیدہ اور تجربہ کار ہو

پتہ

الداعی : محمد ادریس مہتمم مدرسۃ البنات بلاک نمبر ۱۵ خانیوال

داخلہ ثانویہ عامہ

ہر سال میٹرک کے امتحانات کے فوراً بعد

(درخواستیں پہلے طلب کی جائیں گی) فون ۲۵۷۰، ۲۲۹۴

سعودی علماً نصف تصویر اتروانے کے جواز کے قائل ہیں تو میں نے پھر عرض کی کہ کیا یہ نصف تصویر جائز ہے تو آپ نے فرمایا نہیں جب ایک ساتھی نے انتہائی مجبوری ظاہر کی تو ڈھیلے سے ... میں فرمانے لگے کہ یہ ہو تو بندہ وصیت کرے کہ میرے بعد تصویر کو پھاڑ دینا رہنے نہ دینا۔(اندازِ گفتگو سے پھر بھی یہی معلوم ہوتا تھا کہ آپ نصف تصویر کے جواز کے بھی قائل نہیں ہیں۔)

آپ اور سلف صالحین آپ سلف صالحین کا نام ادب و احترام سے لیا کرتے تھے۔اگر کسی کا خیال آپ کے خیال سے نہ ملتا تو پھر بھی آپ ادب و احترام کا دامن نہ چھوڑتے اس ضمن میں آپ کے ہاں سلف صالحین میں امام ابن تیمیہ اور آپ کے شاگردِ رشید امام ابن قیم اور امام ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ اجمعین کے لیئے مخصوص اصطلاحات تھیں اوّل الذکر اور ثانی الذکر کو حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم اور آخر الذکر کو صرف حافظ صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے۔بعض اوقات سلف صالحین کے واقعات بھی سنایا کرتے۔

ایک واقعہ:- آپ نے جب بخاری شریف کی یہ حدیث پڑھائی: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ (بخاری شریف جلد دوم)

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔اگر آپ اسے چاہتے تو کھا لیتے اور اگر آپ ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔تو آپ نے

ایک واقعہ ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ الاسلام حضرت علامہ ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ ریاستِ پٹیالہ کے ایک جلسے میں تشریف لے گئے وہاں جو آپ کو کھانا پیش کیا گیا تو سالن میں مرچیں زیادہ تھیں آپ نے یہ کسی کو نہیں بتایا کہ سالن میں مرچیں زیادہ ہیں بلکہ پانی منگوا لیا اور پانی سالن میں ڈال کر کھانا کھاتے رہے لیکن کھانے میں عیب نہیں نکالا۔

صحیح بخاری کی آخری حدیث پر آخری درس ۲ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ کو جمعۃ المبارک کے خطبہ میں شیخ الحدیث علامہ محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی نے مرکزی جامع مسجد اہلحدیث چوک اہلحدیث گوجرانوالہ میں چونکا دینے والا اعلان کیا کہ " لوگو! آج بخاری شریف کی آخری حدیث پر استاذ الاساتذہ حضرۃ الحافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی اسی مسجد میں جمعہ کے بعد درس دیں گے درس بخاری میں شرکت کرو ہو سکتا ہے اس کے بعد حافظ صاحب کے درس سننے کا موقع نہ ملے" اعلان سنتے ہی رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آنکھوں میں آنسو اتر آئے۔

پھر آپ نے اسی مسجد میں لوگوں کے جم غفیر میں عالمانہ، فاضلانہ مجتہدانہ، محدثانہ درس بخاری ارشاد فرمایا اور پھر کار میں بیٹھ کر گھر روانہ ہو گئے۔

آخری زیارت اور ملاقات بروز جمعۃ المبارک ۲ نومبر ۱۹۸۴ء بمطابق ۸ صفر ۱۴۰۵ء بعد از نماز عصر میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے دو

ساتھیوں کے ساتھ آپ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا کچھ اشکال دور کیئے نصائح سے نوازا۔ اس دن سے اب تک آپ کی زیارتِ ملاقات کو ترستے ترستے گزر گیا لیکن اب نصیب کہاں ؟

وفات کی اطلاع ہمارے شیخ محدّث گوندلوی رحمہ الباری جس نے وادیٔ قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تقریباً ستر سال تک درس دیا آخر وہ وقت بھی آگیا سوائے اللہ تعالیٰ کے جو ہر کسی پر آیا، آتا ہے، آئے گا۔

آخری ملاقات کے بعد آپ کی نقاہت و بیماری کے متعلق پڑھتے رہتے تھے اور احباب سے سنتے رہتے تھے بالآخر بروز منگل ۱۴ رمضان ۱۴۰۵ھ شام کے ۵ بجکر ۵۰ منٹ پر کورٹ روڈ کراچی کی اہل حدیث مسجد میں مسجد کے ناظم محترم حاجی محمد سعید صاحب ریشم والے نے روتے ہوئے اعلان فرمایا کہ "استاذ الاساتذہ حضرۃ الحافظ محمد محدث گوندلوی گوجرانوالہ میں وفات پا گئے ہیں" اعلان سنتے ہی مجلس کے چہروں پر غموں کے بادل چھا گئے۔ میرے لیئے کسی طرح بھی آپ کے جنازہ میں شرکت ممکن نہ تھی اس طرح اس سعادت سے محروم ناچار محترم حافظ عبدالوکیل خطیب دہلوی کی اقتداء میں آئندہ جمعہ کی ادائیگی کے بعد نماز جنازہ غائبانہ پر اکتفا کر کے بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون و دیگر ادعیۂ مغفرت پڑھ کر وقتاً فوقتاً اپنے دل کو تسکین دیتا رہا۔ نامعلوم! مجھے کب تک عدمِ شرکت کی حسرت باقی رہے ؟ اور کب تک ان سوالات کی جو میں نے آپ سے پوچھنے

کے لیئے نوٹ بک میں لکھے تھے۔

تلامذہ وتصانیف آپ نے بطور یادگار کے عالم اسلام کے مشہور و معروف مصنف و مؤلف، مفتی و مدرس، مفکر و مدبر، خطیب و ادیب اور شارح و محشی چھوڑے ہیں جن کا احاطۂ تحریر میں لانا بوجۂ طوالت کے میرے لیئے مشکل ہے خاص کر مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) میں شاگردوں کا جن کا مجھے اچھی طرح علم بھی نہیں سوائے چند کے۔

اسی طرح تقریبًا بیس نہایت علمی و تحقیقی کتابیں بطور یادگار چھوڑیں جن کے مقام سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ اکثر نایاب ہیں کاش کہ اہلحدیث حضرات انہیں شائع کرنے کا بیڑا اٹھائیں جبکہ خود اوروں کی کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ ورنہ یہ گراں قدر علمی و تحقیقی ذخیرہ ضائع ہو جائیگا۔ اور پچھتانا پڑے گا لیکن پھر بے سود۔

آپ کی زندگی کو دیکھ کر بار بار متنبی کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

ے مضت الدهور وما اتين بمثله
ولقد اتی فعجزن عن نظرائه

(زمانے گزر گئے اور ممدوح جیسا نہ لا سکے اور (اب) وہ آیا ہے تو وہ (زمانے) اس (ممدوح) جیسوں کو لانے سے بے بس ہیں)

قارئین کرام! مجھے اپنی قلمی کمزوریوں کا پورا احساس ہے کیونکہ میں قلم و قرطاس کا آدمی بھی نہیں ہوں لیکن آپ کی وفات کے بعد کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس دن میں نے دوست و احباب میں

آپ کا ذکر نہ کیا ہو یا تنہائی میں مجھے آپ کی یادیں نہ آئی ہوں۔
اسی لیئے میں نے یہ چند سطور رقم کی ہیں کیونکہ

اُحِبُّ الصَّالِحِینَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ ۞
لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِی صَلَاحًا

(مجھے نیک لوگوں سے محبت ہے دراں حالیکہ میں ان میں سے نہیں ہوں (محبت اس لیئے ہے) شاید کے اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیک کام کرنے کی توفیق دے دیں۔)

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے استاذِ محترم مرحوم کی بشری لغزشات کو معاف فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔

آمین یارب العالمین آمین

ابراہیم
کشمینا
انٹرنیشنل

کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
ابراہیم سپنرز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
فون: ۶۶۱۳۵ — ۳۲۴۶۸۲ — ۲۲۴۱۹۰